5000 - موسیقی اور ناچ گانے کا حکم

سوال

میں ہمیشہ سنتی رہی ہوں کہ موسیقی اور ناچ گانا اسلام میں حرام ہے، سوال یہ ہے کہ میں نے ایك ویب سائٹ پر بہت سے قول پڑھے ہیں کہ جب دونوں جنسوں مرد و عورت کا اختلاط، اور شراب نوشی نہ ہو تواسلام میں موسیقی اور ناچ گانا حلال ہے، حتی کہ انہوں نے تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایك حدیث بیان کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ بھی اس کے موافق تھے، اب میں شك میں پڑ چکی ہوں، تو کیا یہ ممکن ہے کہ آپ میرے لیے اسلام میں موسیقی اور ناچ گانے کے حکم کی وضاحت کریں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

المعازف معزفۃ کی جمع ہے، اور یہ آلات لہو یعنی گانے بجانے کے آلات ہیں.

دیکھیں: فتح الباری (10 / 55).

اور یہ وہ آلہ ہے جس ناچا اور گایا جاتا ہے.

دیکھیں: المجموع للنووی (11 / 577).

" اور قرطبی نے جوہری سے نقل کیا ہے کہ: المعازف گانا بجانا ہے، اور ان کی صحاح میں ہے کہ: یہ گانے بجانے کے آلات ہیں، اور ایك قول یہ بھی ہے کہ: یہ گانے کی آوازیں ہیں.

اور دمیاطی کے حاشیہ میں ہے: معازف دف اور ڈھول وغیرہ ہیں جو گانے میں بجائے جاتے ہیں، اور لہو و لعب میں بجائے جائیں . انتہی

دیکھیں: فتح الباری (10 / 55).

کتاب و سنت سے موسیقی کی حرمت کے دلائل:

اللہ سبحانہ و تعالی نے سورۃ لقمان میں فرمایا ہے:

اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو لغو باتیں خریدتے ہیں، تا کہ بغیر کسی علم کے اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکیں، اور اسے مذاق بنائیں، انہیں لوگوں کے لیے ذلت ناك عذاب ہے لقمان (6)

حبر الامۃ ابن عباس رضی اللہ تعالی اس کی تفسیر میں کہتے ہیں، یہ گانا بجانا ہے.

اور مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: لہو اور ڈھول اور ناچ گانا ہے.

دیکھیں: تفسیر طبری (3 / 451).

اور سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" تو اس میں ہر حرام کلام، اور سب لغو اور باطل باتیں، بکواس اور کفر و نافرمانی کی طرف رغبت دلانے والی بات چیت، اور راہ حق سے روکنے والوں اور باطل دلائل کے ساتھ حق کے خلاف جھگڑنے والوں کی کلام، اور ہر قسم کی غیبت و چغلی، اور سب و شتم، اور جھوٹ و کذب بیانی، اور گانا بجانا، اور شیطانی آواز موسیقی، اور فضول اور لغو قسم کے واقعات و مناظرات جن میں نہ تو دینی اور نہ ہی دنیاوی فائدہ ہو سب شامل ہیں "

دیکھیں: تفسیر السعدی (6 / 150).

اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" لھو الحدیث " یعنی لغو بات خریدنے کی تفسیر میں صحابہ کرام اور تابعین عظمام کی تفسیر ہی کافی ہے، انہوں نے اس کی تفسیر یہی کی ہے کہ: یہ گانا بجانا، ہے، ابن عباس، اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم سے یہ صحیح ثابت ہے.

ابو الصہباء کہتے ہیں: میں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کو اللہ تعالی کے فرمان:

و من الناس من یشتری لھو الحدیث کے متعلق سوال کیا کہ اس سے مراد کیا ہے تو ان کا جواب تھا:

اس اللہ تعالی کی قسم جس کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں اس سے مراد گانا بجانا ہے ـ انہوں نے یہ بات تین بار دھرائی ـ.

اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے صحیح ثابت ہے کہ اس سے مراد گانا بجانا ہی ہے.

اور لھو الحدیث کی تفسیر گانے بجانے، اور عجمی لوگوں کی باتیں اور ان کے بادشاہ اور روم کے حکمران کی خبروں کی تفسیر میں کوئی تعارض نہیں، یا اس طرح کی اور باتیں جو مکہ میں نضر بن حارث اہل مکہ کو سنایا کرتا تھا تا کہ

وہ قرآن مجید کی طرف دھیان نہ دیں، یہ دونوں ہی لھو الحدیث میں شامل ہوتی ہیں.

اسی لیے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا تھا: لھو الحدیث سے مراد باطل اور گانا بجانا ہے.

تو بعض صحابہ نے یہ بیان کیا ہے، اور بعض نے دوسری بات بیان كي ہے، اور بعض صحابہ كرام نے دونوں كو جمع كر كے ذکر کیا ہے، اور گانا بجانا تو شدید قسم کی لہو ہے، اور بادشاہوں اور حکمرانوں کی باتوں سے زیادہ نقصان دہ ہے، کیونکہ یہ زنا کا زینہ اور پیش خیمہ ہے، اور اس سے نفاق و شرك پیدا ہوتا ہے، اور شیطان کی شراکت ہوتی ہے، اور عقل میں خمار پیدا ہو جاتا ہے، اور گانا بجانا ایك ایسی چیز ہے جو قرآن مجید سے روکنے اور منع کرنے والی باطل قسم کی باتوں میں سب سے زیادہ شدید روکنے والی ہے، کیونکہ اس کی جانب نفس بہت زیادہ میلان رکھتا ہے، اور اس کی رغبت کرتا ہے.

تو ان آیات کے ضمن میں یہ بیان ہوا ہے کہ قرآن مجید کے بدلے لہو لعب اور گانا بجانا اختیار کرنا تا کہ بغیر علم کے اللہ کی راہ سے روکا جائے اور اسے ہنسی و مذاق بنایا جائے یہ قابل مذمت ہے، اور جب اس پر قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو وہ شخص منہ پھیر کر چل دے، گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں، اور اس کے کانوں میں پردہ ہے، جو کہ بوجھ اور بہرہ پن ہے، اور اگر وہ قرآن مجید میں سے کچھ کو جان بھی لے تو اس سے استہزاء اورمذاق کرنے لگتا ہے، تو یہ سب کچھ ایسے شخص ہی صادر ہوتا ہے جو لوگوں میں سب سے بڑا کافر ہو، اور اگر بعض گانے والوں اور انہیں سننے والوں میں سے اس کا کچھ حصہ واقع ہو تو بھی ان کے لیے اس مذمت کا حصہ ہے "

دیکھیں: اغاثۃ اللھفان (1 / 258 ـ 259).

اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ان میں سے جسے بھی تو اپنی آواز بہکا سکے بہکا لے، اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا، اور ان کے مال اور اولاد میں سے بھی اپنا شریك بنا لے، اور ان کے ساتھ جھوٹے وعدے کر لے، اور ان کے ساتھ شیطان کے جتنے بھی وعدے ہوتے ہیں وہ سب کے سب فریب ہیں الاسراء (64 ـ 65).

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان میں سے جسے بھی گمراہ کرنے کی استطاعت رکھتے ہو اسے گمراہ کر لو، اور اس کی آواز گانا بجانا اور باطل کلام ہے.

اور ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یہ اضافت تخصیص ہے، جس طرح اس کی طرف گھڑ سوار اور پیادے کی اضافت کی گئی ہے، چنانچہ ہر وہ کلام جو اللہ تعالی کی اطاعت کے بغیر ہو، اور ہر وہ آواز جو بانسری یا دف یا ڈھول وغیرہ کی ہو وہ شیطان کی آواز ہے.

اور اپنے قدم پر چل کر کسی معصیت کی طرف جائے تو یہ شیطان کے پیادہ اور ہر سواری جو معصیت کی طرف لے جائے وہ اس کے گھڑ سوار میں شامل ہوتا ہے، سلف رحمہ اللہ نے ایسا ہی کہا ہے، جیسا کہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کیا ہے: " اس کا پیادہ ہر وہ قدم ہے جو اللہ کی معصیت و نافرمانی کی طرف اٹھے " انتہی.

دیکھیں: اغاثۃ اللھفان (1 / 252).

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی کچھ اس طرح ہے:

تو کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو ؟ اور ہنس رہے ہو ؟ اور روتے نہیں ؟ (بلکہ) تم کھیل رہے ہو النجم (59 - 61).

عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں: گانا بجانا حمیر کی لغت میں السمد ہے، کہا جاتا ہے: اسمدی لنا، یعنی ہمیں گانا سناؤ.

اور وہ کہتے ہیں: جب وہ قرآن مجید سنتے تو گانے لگتے تو یہ آیت نازل ہوئی.

اور ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قولہ تعالی: " اور تم کھیل رہے ہو " سفیان ثوری اپنے باپ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کرتے ہیں: الغناء یہی یمنی ہے، اسمد لنا، یعنی ہمیں گانا سناؤ، اور عکرمہ نے بھی ایسے ہی کہا ہے.

دیکھیں: تفسیر ابن کثیر.

اور ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" نہ تو گانے والی لونڈیاں فروخت کرو، اور نہ ہی خریدو، اور نہ ہی انہیں اس کی تعلیم دو، اور نہ ہی ان کی تجارت میں کوئی خیر ہے، اور ان کی قیمت حرام ہے، اس جیسے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی ہے: اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو لغو باتیں خریدتے ہیں، تا کہ اللہ کی راہ سے روک سکیں " یہ حدیث حسن ہے.

ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کچھ اس طرح ہے:

" میری امت میں کچھ لوگ ایسے آئینگے جو زنا اور ریشم اور شراب اور گانا بجانا اور آلات موسیقی حلال کر لینگے،

اور ايك قوم پہاڑ كے پہلو ميں پڑاؤ كريگى تو ان كے چوپائے چرنے كے بعد شام كو واپس آئينگے، اور ان كے پاس ايك ضرورتمند اور حاجتمند شخص آئيگا وہ اسے كہينگے كل آنا، تو اللہ تعالى انہيں رات كو ہى ہلاك كر ديگا، اور پہاڑ ان پر گرا دے گا، اور دوسروں كو قيامت تك بندر اور خنزير بنا كر مسخ كر ديگا "

امام بخارى نے اسے صحيح بخارى (5590) ميں معلقا روايت كيا ہے، اور امام بيہقى نے سنن الكبرى ميں اسے موصول روايت كيا ہے، اور طبرانى ميں معجم الكبير ميں روايت كيا ہے، اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے سلسلۃ الاحاديث الصحيحۃ (91) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے، اس كا مطالعہ كريں.

اور ابن قيم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

يہ حديث صحيح ہے امام بخارى رحمہ اللہ نے صحيح بخارى ميں اس سے حجت ليتے اسے بالجزم معلق روايت كيا ہے، اور باب كا عنوان باندھتے ہوئے كہا ہے:

" باب فيمن يستحل الخمر و يسميہ بغير اسمہ "

شراب كو حلال كرنے اور اسے كوئى نام دينے والے كے متعلق باب.

اور اس حديث ميں گانے بجانے اور ناچ كى حرمت كى دليل دو وجہ سے پائى جاتى ہے

پہلى وجہ:

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان: " وہ حلال كر لينگے "

يہ اس بات كى صراحت ہے كہ يہ مذكور اشياء شريعت ميں حرام ہيں، تو يہ لوگ انہيں حلال كر لينگے، اور ان مذكورہ اشياء ميں معازف يعنى گانے بجانے كے آلات بھى شامل ہيں، جو كہ شرعا حرام ہيں جنہيں يہ لوگ حلال كر لينگے.

دوم:

ان گانے بجانے والى اشياء كو ان اشياء كے ساتھ ملا كر ذكر كيا ہے جن كى حرمت قطعى طور پر ثابت ہے، اور اگر يہ حرام نہ ہوتى تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم اسے ان حرام اشياء كے ساتھ ملا كر ذكر نہ كرتے "

ديكھيں: السلسلۃ الصحيحۃ للالبانى (1 / 140 - 144).

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

یہ حدیث معازف (یعنی گانے بجانے کے آلات) کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اور اہل لغت کے ہاں معازت گانے بجانے کے آلات کو کہا جاتا ہے، اور یہ اسم ان سب آلات کو شامل ہے "

دیکھیں: المجموع (11 / 535).

اور ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور اس باب میں سعد الساعدی، اور عمران بن حصین اور عبد اللہ بن عمرو، اور عبد اللہ بن عباس، اور ابو ہریرہ، اور ابو امامہ الباھلی، اور ام المومنین عائشہ، اور علی بن ابی طالب، اور انس بن مالك، ار عبد الرحمن بن سابط، اور الغازی بن ربیعۃ رضی اللہ تعالی عنہم بھی ہیں) پھر اپنی کتاب اغاثۃ اللھفان میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ حدیث حرمت پر دلالت کرتی ہے.

اور نافع رحمہ اللہ بیان کرتےہیں کہ:

" ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بانسری بجنے کی آواز سنی تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں رکھ لیں اور راستے سے ہٹ کر مجھے کہنے لگے نافع کیا تم کچھ سن رہے ہو ؟

تو میں نے عرض کیا: نہیں، تو انہوں نے اپنے کانوں سے انگلیاں نکال لیں، اور کہنے لگے، میں ایك بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو انہوں نے آواز سنی تو اسی طرح کیا "

صحیح سنن ابو داود.

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ حدیث اس کی حرمت کی دلیل نہیں کیونکہ اگر ایسا ہی ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو اپنے کان بند کرنے کا حکم دیتے، اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بھی اسی طرح نافع کو حکم دیتے!

تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ: وہ اسے غور سے کان لگا کر نہیں سن رہے تھے بلکہ اس کی آواز ان کے کان میں پڑ گئی تھی، اور سامع اور مستمع میں فرق پایا جاتا ہے، سامع صرف سننے والے کو کہتے ہیں،اور مستمع کان لگا کر سننے والے کو کہتے ہیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" انسان جو چیز ارادہ اور قصد سے نہ سنے بالاتفاق آئمہ کرام کے اس پر کوئی چیز مرتب نہیں ہوتی نہ تو نہی اور نہ ہی مذمت، اسی لیے کان لگا کر سننے کے نتیجہ میں مذمت اور مدح مرتب ہوتی ہے، نہ کہ سننے کے نیتجہ میں، اس

لیے قرآن مجید کان لگا کر سننے والے کو اجروثواب ہو گا لیکن بغیر ارادہ و قصد کے قرآن مجید سننے والے کو کوئی ثواب نہیں، کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور اسی طرح گانے بجانے سے منع کیا گیا ہے، اگر وہ بغیر کسی ارادہ و قصد کے سنتا ہے تو اسے ضرر نہیں دیگا "

دیکھیں: المجموع (10 / 78).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" مستمع وہ ہے جو قصدا اور ارادتا سنتا ہے، اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے ایسا نہیں پایا گیا، بلکہ ان سے سماع پایا گیا ہے، یعنی انہوں نے بغیر کسی ارادہ قصد کے سنا اور اس کی آواز کان میں پڑ گئی اور اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت تھی کہ انہیں آواز بند ہونے کی خبر دی جائے، کیونکہ وہ راستے سے دوسری طرف ہو گئے تھے، اور انہوں نے اپنے کان بند کر لیے تھے، تو وہ دوبارہ اس راستے پر آنے والے نہ تھے، اور نہ ہی آواز ختم ہونے سے قبل کانوں سے انگلیاں نکالنے والے تھے، تو اس لیے ضرورت کی بنا پر مباح کر دیا گیا "

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (10 / 173).

لگتا ہے کہ دونوں اماموں کی کلام میں مذکور سماع مکروہ ہو، اور ضرورت کی بنا پر مباح کیا گیا ہو، جیسا کہ امام مالك رحمہ اللہ کے قول میں آگے بیان کیا جائیگا، واللہ اعلم.

اس کے متعلق آئمہ اسلام کے اقوال:

قاسم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" گانا بجانا باطل میں سے ہے "

اور حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر ولیمہ میں لہو اور گانا بجانا ہو تو اس کی دعوت قبول نہیں "

دیکھیں: الجامع للقیروانی صفحہ نمبر (262 - 263).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" آئمہ اربعہ کا مذہب ہے کہ گانے بجانے کے سب آلات حرام ہیں، صحیح بخاری وغیرہ میں ثابت ہے کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ان کی امت میں کچھ ایسے لوگ بھی آئینگے جو زنا اور ریشم اور شراب اور گانا بجانا حلال کر لینگے "

اور اس حدیث میں یہ بیان کیا کہ ان کی شکلیں مسخ کر کے انہیں بند اور خنزیر بنا دیا جائیگا....

اور آئمہ کرام کے پیروکاروں میں سے کسی نے بھی گانے بجانے کے آلات میں نزاع و اختلاف ذکر نہیں کیا "

دیکھیں: المجموع (11 / 576).

علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" مذاہب اربعہ اس پر متفق ہیں کہ گانے بجانے کے آلات حرام ہیں "

دیکھیں: السلسلة الاحاديث الصحيحة (1 / 145).

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اس میں سب سے سخت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے، اور اس کے متعلق ان کا قول سب سے سخت اور شدید ہے، اور ابو حنیفہ کے اصحاب نے آلات موسیقی مثلا بانسری اور دف وغیرہ کی سماعت صراحتا حرام بیان کی ہے، حتی کہ شاخ سے بجانا بھی، اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ ایسی معصیت ہے جو فسق کو واجب کرتی اور گواہی کو رد کرنے کا باعث بنتی ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت قول یہ کہتے ہیں:

سماع فسق ہے، اور اس سے لذت کا حصول کفر ہے، یہ احناف کے الفاظ ہیں، اور اس سلسلہ میں انہوں نے ایك حدیث بھی روایت کی ہے جو مرفوع نہیں، ان کا کہنا ہے: اس پر واجب ہے کہ وہ جب وہ وہاں یا اس کے قریب سے گزرے تو اسے سننے کی کوشش نہ کرے.

اور جس گھر سے گانے بجانے کی آواز آ رہی ہو ابو یوسف رحمہ اللہ اس کے متعلق کہتے ہیں:

وہاں بغیر اجازت داخل ہو جاؤ، کیونکہ برائی سے روکنا فرض ہے، کیونکہ اگر اجازت کے بغیر داخل ہونا جائز نہ ہو تو پھر لوگ فرض کام کرنا چھوڑ دیں گے "

دیکھیں: اغاثة اللهفان (1 / 425).

امام مالك رحمہ اللہ سے کسی نے ڈھول اور بانسری بجانے کے متعلق دریافت کیا گیا، یا اگر راستے یا کسی مجلس میں اس کی آواز کان میں پڑ جائے اور آپ کو اس سے لذت محسوس ہو تو کیا حکم ہے ؟

تو ان كا جواب تھا:

" اگر اسے اس سے لذت محسوس ہو تو وہ اس مجلس سے اٹھ جائے، ليكن اگر وہ كسى ضرورت كى بنا پر بيٹھا ہو، يا پھر وہاں سے اٹھنے كى استطاعت نہ ركھے، اور اگر راہ چلتے ہوئے آواز پڑ جائے تو وہ وہاں سے واپس آ جائے يا آگے نكل جائے "

ديكھيں: الجامع للقيروانى (262).

اور ان كا قول ہے:

ہمارے نزديك تو ايسا كام فاسق قسم كے لوگ كرتے ہيں.

ديكھيں: تفسير القرطبى (14 / 55).

ابن عبد البر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" جس كمائى كے حرام ہونے پر سب كا اتفاق ہے، وہ سود، اور زانى عورتوں كى زنا سے كمائى، اور حرام، اور رشوت، اور نوحہ كرنے كى اجرت لينا، اور گانے كى اجرت لينا، اور نجومى كى كمائى، اور علم غيب كا دعوى اور آسمان كى خبريں دينا، اور بانسرى بجا كر اجرت لينا، اور باطل قسم كے كھيل كر كمانا يہ سب حرام ہيں "

ماخوذ از: الكافى.

اور ابن قيم رحمہ اللہ امام شافعى رحمہ اللہ كا مسلك بيان كرتے ہوئے كہتے ہيں:

" امام شافعى رحمہ اللہ كا مسلك جاننے والے صراحتا اس كى حرمت بيان كرتے ہيں، اور جس نے ان كى طرف اس كے حلال ہونے كا قول منسوب كيا ہے، انہوں نے اس قول كا انكار كيا ہے "

ديكھيں: اغاثۃ اللھفان (1 / 425).

اور شافعيہ ميں سے كفايۃ الاخبار كے مؤلف نے گانے بجانے اور بانسرى وغيرہ كو منكر ميں شمار كيا ہے، اور اس مجلس ميں جانے والے پر اس برائى اور منكر سے روكنے كو واجب قرار ديا ہے، وہ اس سلسلہ ميں كہتے ہيں:

" اور فقہاء سوء كا وہاں حاضر ہونا اس برائى كو روكنا ساقط نہيں كرتان كيونكہ وہ شريعت كو خراب كر رہے ہيں، اور نہ ہى وہاں گندے اور پليد فقراء كے حاضر ہونے سے برائى كو روكنا ساقط ہوتا ہے (اس سے اس كى مراد صوفياء ہيں، كيونكہ وہ اپنے آپ كو فقراء كہتے ہيں) كيونكہ يہ جاہل اور ہر بھونكنے والے كے پيچھے بھاگنے والے ہيں، ان

كے پاس علم كا نور نہيں جس سے وہ سيدھى راہ پر چليں، بلكہ وہ ہوا كے ہر جھونكے كے ساتھ مائل ہو جاتے ہيں "

ديكھيں: كفاية الاخيار (2 / 128).

ابن قيم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اس ميں امام احمد كا مسلك يہ ہے كہ: ان كے بيٹے عبد اللہ كہتے ہيں ميں نے اپنے باپ سے گانے بجانے كے متعلق دريافت كيا تو ان كا كہنا تھا: يہ دل ميں نفاق پيدا كرتا ہے، مجھے پسند نہيں، پھر انہوں نے امام مالك رحمہ اللہ كا قول ذكر كيا كہ: ہمارے نزديك ايسا كام فاسق قسم كے لوگ كرتے ہيں "

ماخوذ از: اغاثۃ اللھفان.

اور حنبلى مسلك كے محقق ابن قدامہ المقدسى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" گانے بجانے كى تين اقسام ہيں:

پہلى قسم: حرام.

وہ بانسرى اور سارنگى اور ڈھول اور گٹار وغيرہ بجانا ہے.

تو جو شخص مستقل طور پر اسے سنتا ہے اس كى گواہى قبول نہيں كى جائيگى، وہ گواہى ميں مردود ہے "

ديكھيں: المغنى ابن قدامہ (10 / 173).

اور ايك دوسرى جگہ پر كہتے ہيں:

" اور اگر اسے كسى ايسے وليمہ كى دعوت ملے جس ميں برائى ہو مثلا شراب نوشى، گانا بجانا، تو اس كے ليے اگر وہاں جا كر اس برائى سے منع كرنا ممكن ہو تو وہ اس ميں شركت كرے اور اسے روكے، كيونكہ اس طرح وہ دو واجب كو اكٹھا كر سكتا ہے، اور اگر روكنا ممكن نہ ہو تو پھر وہ اس ميں شركت نہ كرے "

ديكھيں: الكافى (3 / 118).

طبرى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" سب علاقوں كے علماء كرام گانے بجانے كى كراہت اور اس سے روكنے پر متفق ہيں، صرف ان كى جماعت سے ابراہيم بن سعد،اور عبيد اللہ العنبرى نے عليحدگى اختيار كى ہے.

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے کہ:

" آپ کو سواد اعظم کے ساتھ رہنا چاہیے، اور جو کوئی بھی جماعت سے علیحدہ ہوا وہ جاہلیت کی موت مرا "

دیکھیں: تفسیر قرطبی (14 / 56).

پہلے ادوار میں کراہت کا لفظ حرام کے معنی میں استعمال ہوتا تھا لیکن پھر بعد میں اس پر تنزیہ کا معنی کا غالب آگیا، اور یہ تحریم کا معنی اس قول لیا گیا ہے: اور اس سے روکا جائے، کیونکہ جو کام حرام نہیں اس سے روکا نہیں جاتا، اور اس لیے بھی کہ دونوں حدیثوں میں اس کا ذکر ہوا ہے، اور اس میں بہت سختی سے منع کیا گیا ہے.

اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے ہی اس اثر کو نقل کیا ہے، اور اس کے بعد وہی یہ کہتے ہیں:

" ہمارے اصحاب میں سے ابو الفرج اور ابو قفال کہتے ہیں: گانا گانے اور رقص کرنے والے کی گواہی قبول نہیں ہو گی "

میں کہتا ہوں: اور جب یہ چیز ثابت ہو گئی کہ یہ جائز نہیں تو پھر اس کی اجرت لینا بھی جائز نہیں"

شیخ فوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" ابراہیم بن سعد اور عبید اللہ عنبری نے جو گانا مباح قرار دیا ہے وہ اس گانے کی طرح نہیں جو معروف ہے ..... تو یہ دونوں مذکور شخص کبھی بھی اس طرح کا گانا مباح نہیں کرتے جو انتہائی غلط اور گرا ہوئی کلام پر مشتمل ہے "

ماخوذ از: الاعلام.

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" گانے بجانے کے آلات تیار کرنا جائز نہیں "

دیکھیں: المجموع (22 / 140).

اور دوسری جگہ کہتے ہیں:

" گانے بجانے کے آلات مثلا ڈھول وغیرہ کا تلف اور ضائع کرنا اکثر فقھاء کے ہاں جائز ہے، امام مالك رحمہ اللہ کا مسلك یہی ہے، اور امام احمد کی مشہور روایت یہی ہے "

دیکھیں: المجموع (28 / 113).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے:

" چھٹی وجہ: ابن منذر رحمہ اللہ گانے بجانے اور نوحہ کرنے کی اجرت نہ لینے پر علماء کرام کا اتفاق ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اہل علم میں سے جس سے بھی ہم نے علم حاصل کیا ہے ان سب کا گانے والی اور نوحہ کرنے والی کو روکنے پر اتفاق ہے، شعبی اور نخعی اور مالك نے اسے مکروہ کہا ہے، اور ابو ثور نعمان ۔ ابو حنیفہ ۔ اور یعقوب اور محمد ۔ امام ابو حنیفہ کے دونوں شاگرد ۔ رحمہم اللہ کہتے ہیں:

گانا گانے اور نوحہ کرنے کے لیے اجرت پر کوئی بھی چیز دینا جائز نہیں، اور ہمارا قول بھی یہی ہے "

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے:

گانا بجانا نفس کی شراب ہے، اور اسے خراب کر دیتا ہے، اور یہ نفس کے ساتھ وہ کچھ کرتا ہے جو شراب کا جام بھی نہیں کرتا "

دیکھیں: مجموع الفتاوی (10 / 417).

اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ:

" ایك شخص نے کسی شخص کا ڈھول توڑ دیا، تو وہ اپنا معاملہ قاضی شریح کے پاس لےگیا تو شریح نے اس پر کوئی ضمان قائم نہ کی ۔ یعنی اس کو ڈھول کی قیمت کا نقصان بھرنے کا حکم نہیں دیا، کیونکہ وہ حرام ہے اور اس کی کوئی قیمت نہیں تھی "

دیکھیں: المصنف (5 / 395).

اور امام بغوی رحمہ اللہ نے گانے بجانے کے تمام آلات مثلا ڈھول، بانسری باجا، اور سب آلات گانے بجانے کی خرید و فروخت حرام کا فتوی دینے کے بعد کہا ہے:

" تو جب تصویریں مٹا دی جائیں، اور گانے بجانے کے آلات کو اپنی حالت سے تبدیل کر دیا جائے، تو اس کی اصل چیز اور سامان فروخت کرنا جائز ہے، چاہے وہ چاندی ہو یا لوہا، یا لکڑی وغیرہ "

دیکھیں: شرح السنة (8 / 28).

استثناء حق:

اس میں سے جس چیز کا استنثاء حق ہے وہ صرف دف ہے ۔ اور دف بھی وہ جس میں کوئی کڑا اور چھلا وغیرہ نہ لگا ہو ۔ اور پھر یہ دف شادی بیاہ اور عید کے موقع پر بجائی جائے، اور صرف عورتیں ہی استعمال کریں اس پر صحیح دلائل ملتے ہیں.

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی وغیرہ کے موقع پر لہو کی ایک قسم کی رخصت دی ہے، کہ صرف عورتیں شادی بیاہ کے موقع پر دف بجا سکتی ہیں، لیکن مرد حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہ تو دف بجاتے تھے، اور نہ ہی ہاتھ سے تالی، بلکہ صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے، اور سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے "

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے "

اور جب گانا اور دف بجانا عورتوں کا عمل تھا، تو سلف رحمہ اللہ مردوں میں سے ایسا کام کرنے والوں کو مخنث اور ہیجڑا کے نام سے موسوم کرتے تھے، اور گانے والے مردوں کو ہیجڑے کا نام دیتے تھے، ۔ آج کے ہمارے اس دور میں یہ تو بہت زیادہ ہو چکے ہیں ۔ اور سلف رحمہ اللہ کی کلام میں یہ مشہور ہے، اس باب میں سب سے مشہور حدیث عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ہے، جس میں وہ بیان کرتی ہیں:

عید کے ایام میں ان کے والد ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ ان کے گھر آئے تو ان کے پاس انصار کی دو چھوٹی بچیاں وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار نے یوم بعاث کے موقع پر کہے تھے ۔ اور شائد کوئی عقل مند شخص اس کا ادراک کرے کہ لوگ جنگ میں کیا کہا کرتے تھے ۔ تو ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے:

کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں شیطان کی سر اور مزمار میں سے ایک سر ؟

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ ان دونوں بچیوں سے پھیر کر دوسری طرف دیوار کی جانب کیا ہوا تھا ۔ اس لیے بعض علماء کا کہنا ہے، ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی شخص کو ڈانٹنے اور اس پر انکار کرنے والے نہیں تھے، لیکن انہوں نے یہ خیال اور گمان کیا کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں ہے، اگر علم ہوتا تو ایسا نہ ہوتا، و اللہ اعلم ۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے:

اے ابو بکر انہیں کچھ نہ کہو، کیونکہ ہر قوم کی عید ہوتی ہے، اور ہماری اہل اسلام کی عید یہ ہے "

تو اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام کی عادت میں یہ چیز شامل نہ تھی، اسی لیے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے شیطان کی آواز اور مزمار قرار دیا ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو برقرار رکھا، اور اس سے انکار اور منع نہ کیا، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ فرمایا تھا:

" انہیں رہنے دو اور کچھ نہ کہو، کیونکہ ہر قوم کی عید ہوتی ہے، اور ہماری عید یہ ہے "

تو اس میں اشارہ کیا کہ اس کے مباح ہونے کا سبب عید کا وقت ہونا ہے، تو اس سے یہ سمجھ آتی ہے کہ عید کے علاوہ باقی آیام میں یہ حرام ہے، لیکن دوسری احادیث میں اس سے شادی بیاہ کا موقع مستثنی کیا گیا ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " تحریم الآت الطرب " میں اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے موقع پر بچیوں کو اس کی اجازت دی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے "

تا کہ مشرکوں کو علم ہو جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے "

اور ان بچیوں کے قصہ والی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کان لگا کر سنا تھا، کیونکہ نیکی کا دینا، اور برائی سے منع کرنے کا تعلق تو استماع یعنی کان لگا کر سننے سے ہے، نا کہ صرف سماع اور کان میں پڑنے کے متعلق، جیسا کہ دیکھنے میں ہے، کیونکہ اس کا تعلق بھی قصدا دیکھنے سے ہے، نہ کہ جو بغیر کسی ارادہ و قصد کے ہو "

تو اس سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ صرف عورتوں کے لیے ہے، حتی کہ امام ابو عبید رحمہ اللہ نے تو دف کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا ہے:

" دف وہ ہے جو عورتیں بجائیں "

دیکھیں: غریب الحدیث (3 / 64).

تو ان میں سے بعض کو چاہیے کہ وہ شرعی پردہ میں باہر نکلیں .

باطل استثناء:

بعض افراد نے جنگ میں ڈھول کو مستثنی کیا ہے، اور بعض معاصرین حضرات نے اس سے فوج بینڈ اور موسیقی

اس سے ملحق کی ہے، حالانکہ بالکل اس کی کوئی وجہ نہیں ہے، اس کی کئی ایک وجوہات ہیں:

پہلی وجہ:

یہ حرمت والی احادیث کو بلا کسی مخصص کے خاص کرنا ہے، صرف ایک رائے اور استحسان ہے، اور یہ باطل ہے.

دوسری:

جنگ کی حالت میں مسلمانوں پر فرض تو یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دلوں و جان کے ساتھ اپنے پروردگار کے طرف متوجہ ہوں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

وہ آپ سے غنیمتوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ غنیمت اللہ تعالی اور اس کے رسول کے لیے ہے، تو تم اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو، اور آپس میں اصلاح کرو "

اور موسیقی کا استعمال تو انہیں خراب کریگا، اور انہیں اللہ تعالی کے ذکر اور یاد سے دور کریگا.

تیسری:

موسیقی کا استعمال کفار کی عادت میں شامل ہوتا ہے، اس لیے ان سے مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں، اور خاص کر اس میں جو اللہ تعالی نے حرام کیے ہیں، اور یہ حرمت عمومی ہے، مثلا موسیقی وغیرہ "

دیکھیں: السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (1 / 145).

حدیث میں وارد ہے:

" ہدایت پر ہونے کے بعد قوم کبھی گمراہ نہیں ہوئی، الا یہ کہ وہ جھگڑا کرنے لگے "

صحیح.

اور بعض افراد نے مسجد نبوی شریف میں حبشیوں کے کھیل والی حدیث سے گانے بجانے کی اباحت پر استدلال کیا ہے! امام بخاری رحمہ نے اس حدیث پر صحیح بخاری میں یہ باب باندھا ہے: " عید کے روز نیزہ بازی اور ڈھال استعمال کرنے کا باب "

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس میں آلات حرب کے ساتھ مسجد میں کھیلنے کا جواز پایا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ ان اسباب کو بھی ملحق کیا جائیگا جو جہاد میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں "

ماخوذ از: شرح مسلم للنووی.

لیکن جیسا کہ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جو شخص اپنے فن کے علاوہ کسی اور کے متعلق بات کریگا تو وہ اس طرح کے عجائبات ہی لائیگا "

اور بعض افراد نے ان بچیوں کے اشعار گانے والی حدیث سے استدلال کیا ہے، اور اس پر پہلے کلام کی جا چکی ہے، لیکن یہاں ہم ابن قیم رحمہ اللہ کی کلام ذکر کرتے ہیں، کیونکہ یہ کلام بہت اچھی اور قیمتی ہے:

" اور اس سے بھی زیادہ تعجب والی چیز تو آپ لوگوں کا ایك کم عورت کے ہاں دو چھوٹی اور نابالغ بچیوں کے عید و خوشی والے دن عرب کے ان اشعار کے پڑھنے سے جن میں شجاعت و بہادری، اور مکارم اخلاق کا بیان ہے، اس مرکب گانے بجانے پر استدلال ہے جس کی اجتماعی شکل و ہئیت ہم بیان کر چکے ہیں، کہاں یہ گانے اور کہاں وہ اشعار، عجیب تو یہ ہے کہ یہ حدیث تو ان کے خلاف دلائل میں سب سے بڑی حجت ہے.

اس لیے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے تو ان اشعار کو بھی مزمار شیطان قرار دیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس نام کو برقرار رکھا، اور ان دو غیر مکلف بچیوں کو اس کی رخصت دی، نہ تو ان کے اشعار پڑھنے میں اور نہ ہی انہیں سننے میں کوئی خرابی ہے.

تو کیا یہ حدیث اس کی اباحت اور جواز پر دلالت کرتی ہے جو آپ لوگ سماع کی محفل میں اور گانے بجانے کا کام کرتے ہو جو ایسی اشیاء پر مشتمل ہے جو مخفی نہیں ؟!

سبحان اللہ عقلیں اور سمجھ کیسے گمراہ ہو چکے ہیں "

دیکھیں: مدارج السالکین (1 / 493).

اور ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بھی اس وقت چھوٹی عمر کی تھیں، اور بلوغت کے بعد ان سے بھی گانے بجانے کی مذمت ہی ثابت ہے، ان کے بھانجے قاسم بن محمد گانے بجانے کی مذمت کیا کرتے تھے، اور اسے سننے سے منع کیا

کرتے تھے، اور انہوں نے علم عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حاصل کیا تھا "

دیکھیں: تلبیس ابلیس (229).

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" صوفیوں نے اس باب والی حدیث سے گانے بجانے کے آلات اور آلات کے بغیر محفل سماع سننے اور منعقد کرنے پر استدلال کیا ہے، اس کے رد کے لیے اسی باب کی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا والی حدیث ہی کافی ہے جس میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی صریح موجود ہے کہ " وہ دونوں بچیاں گانے بجانے والی نہ تھیں "

تو ان دونوں سے معنی کے اعتبار سے اس کی نفی ہو گئی جو الفاظ سے ثابت کیا گیا ہے... تو اصل (یعنی حدیث) کے مخالف ہونے کی وجہ سے اسے نص میں وارد وقت اور کیفیت اور قلت پر ہی مقتصر رکھا جائیگا، واللہ اعلم "

دیکھیں: فتح الباری (2 / 442 - 443).

اور بعض نے تو اتنی جرات کی ہے کہ گانے بجانے کی سماعت کو صحابہ کرام کی طرف منسوب کر دیا ہے، اور یہ کہا ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے !!

شیخ فوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس کی ان صحابہ کرام اورتابعین تك صحيح سند ثابت کي جائے "

پھر شیخ کہتے ہیں:

" امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں عبد اللہ بن مبارك رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ: اسناد بیان کرنا دین میں شامل ہے، اور اگر سند نہ ہوتی تو جو کوئی شخص جو چاہتا کہتا پھرتا "

اور بعض کا کہنا ہے کہ: گانے بجانے کو حرام کرنے والی جتنی بھی احادیث ہیں، ان سب پر جرح کی گئی ہے، اور ان میں سے کوئی حدیث بھی فقہاء حدیث اور علماء کے ہاں طعن سے خالی نہیں!!

ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" گانے بجانے کی حرمت میں وارد شدہ احادیث میں کوئی حدیث بھی جرح شدہ نہیں، جیسا کہ آپ گمان کرتے ہیں، بلکہ ان میں سے کچھ احادیث تو صحیح بخاری میں ہیں، جو کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب ہے، اور کچھ

احادیث حسن ہیں، اور کچھ ضعیف، اور یہ احادیث کثرت اور کئی ایك طرق اور کتب میں ہونے کی بنا پر ظاہر حجت اور قطعی برہان ہیں کہ گانا بجانا حرام ہے "

(اور ابو حامد الغزالی کے علاوہ باقی سب آئمہ کرام گانے بجانے کی حرمت میں آنے والی احادیث کے صحیح ہونے پر متفق ہیں، اور غزالی کو علم حدیث کا پتہ ہی نہیں، اور ابن حزم، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس غزالی کی غلطی کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اور ابن حزم خود کہتے ہیں: اگر اس میں سے کچھ صحیح ہوتا تو وہ اس کا کہتے، لیکن اس دور میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں اہل علم کی کتب کی کثرت کی ساتھ اس کی صحت کا ثبوت ملا ہے، اور ان سے ان احادیث کی صحت تواتر سے ملی ہے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس سے اعراض کیا ہے، تو یہ ابن حزم سے بھی سخت ہیں، اور اس جیسے نہیں، تو یہ لوگ نہ تو اہلیت کے قابل ہیں، اور نہ ہی ان کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے "

اور بعض کا کہنا ہے کہ: علماء کرام نے گانا بجانا حرام کیا ہے، کیونکہ یہ شراب نوشی اور رات کو حرام کام کے لیے جاگنے کے ساتھ ہوتا ہے !

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس کا جواب یہ دیا جائیگا کہ اس کے ساتھ ملا ہوا ہونا اس پر دلالت نہیں کرتا کہ صرف جمع ہونا حرام ہے، وگرنہ یہ لازم آئیگا کہ احادیث میں جس زنا کے حرام ہونے کی صراحت ہے وہ بھی صرف اس وقت حرام ہو گا جب شراب نوشی کی جائے، اور گانے بجانا استعمال ہو، تو اجماع سے لازم باطل ہے، تو اسی طرح ملزوم بھی باطل ہوگا، اور پھر یہی نہیں بلکہ اللہ تعالی کے درج ذیل فرمان میں بھی اسی طرح لازم آئیگا:

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

بلا شبہ یہ اللہ عظیم الشان پر ایمان نہ رکھتا تھا، اور مسکین کو کھلانے کی رغبت نہ دلاتا تھا الحاقۃ (33 ـ 34).

تو پھر یہ لازم آئیگا کہ اللہ تعالی پر عدم ایمان حرام تو اس وقت ہو گا جب مسکینوں کو کھلانے کی رغبت نہ دلائی جائے، اور اگر یہ کہا جائے اس طرح کے مذکورہ الزام والے امور کی حرمت دوسری دلیل سے ثابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ: گانے بجانے کی حرمت بھی دوسری دلیل سے ثابت ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے "

دیکھیں: نیل الاوطار (8 / 107).

اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ: لھو الحدیث سے مراد گانا بجانا نہیں، تو اس کا رد اوپر بیان ہو چکا ہے، قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ـ یعنی اس سے مراد گانا بجانا ہے والا قول ـ اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ کہا گیا ہے اس میں

سب سے اعلی یہی ہے، اور اس پر ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما نے تین بار حلف اور قسم اٹھائی ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں، کہ اس سے مراد گانا بجانا ہے "

پھر قرطبی نے اس میں آئمہ کرام کے اقوال نقل کیے ہیں، اور اس کے علاوہ دوسرے اقوال بھی ذکر کرنے کے بعد کہا ہے:

اس مسئلہ میں جتنے بھی اقوال ہیں ان میں سے سب اولی اور بہتر پہلا قول ہے، اس کی دلیل مرفوع حدیث اور صحابہ کرام اورتابعین عظام کے اقوال ہیں "

ماخوذ از: تفسیر قرطبی.

اس تفسیر کو ذکر کرنے کے بعد ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ابو عبد اللہ الحاکم نے اپنی کتاب مستدرك حاکم میں تفسیر کے باب میں کہا ہے کہ: طالب علم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ صحابی کی تفسیر شیخین کے ہاں مسند حدیث ہے، کیونکہ صحابی نے قرآن مجید کی وحی کا مشاہدہ کیا ہے "

اور ایك دوسری جگہ پر کہتے ہیں:

" اور ہمارے نزدیك یہ مرفوع کے حکم میں ہے "

اگرچہ اس میں کچھ اختلاف ہے، لیکن بعد والوں کی تفسیر کی بجائے صحابی کی تفسیر کو قبول کرنے کے اعتبار سے یہ اولی ہے، کیونکہ صحابہ کرام امت میں سے سب زیادہ اللہ تعالی کی کتاب کی مراد کو سمجھنے والے تھے، کیونکہ ان کے دور میں صحابہ کرام پر قرآن مجید نازل ہوا اور امت میں سے سب سے پہلے انہیں کو مخاطب کیا گیا، اور انہوں نے اس کی علمی اور عملی تفسیر کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہدہ بھی کیا اور حقیقتا وہ فصیح عرب تھے، اس لیے ان کی تفسیر ملنے کی صورت میں اسے چھوڑ کر کسی اور طرف جانا صحیح نہیں "

ماخوذ از: اغاثۃ